مغلطائی کی الإعلام اور سیوطیؒ کی مصباح الزجاجة: اسالیب ومناہج کا تقابل

A COMPARATIVE STUDY OF MEHODOLOGIES AND STYLES OF MUGHALTAI'S AL-ILAM AND SUYUTI'S MISBAH AL-ZUJAJAH

حافظ جمشید اختر* / ڈاکٹر محمد فیروز الدین شاہ کھگہ**

Abstract:
Imam Ala al-Din Mughaltai was a renowned Hanafi scholar of Egypt who had a great impact on his subsequent Muslim thought. He was an Ash'ari theologian and produced numerous books in the field of Islamic Studies. His writings had always been in a wide circulation. His Al-Ilaam bil-Sunnah is comentry on Ibn-e-Majah's Sunan. This commentary is known as Sharh Mughaltai. Imam Jalal al-Din Suyuti was another prominent Muslim Scholar of Egypt who had a great contribution in Islamic literature. He wrote numerous books in almost all fields of Islamic Studies i.e. Quranic sciences, Hadith and Fiqh, Theology and Sufism. Misbah al-Zujajah is one of his major books in Hadith. It is a commentary on Al-Sunan by Ibn Maja. This paper aims to compare both commentaries of Mughaltai and Suyuti. This study helps to understand the methodologies and styles of writing of both Egyptian scholars.
Keywords: Hadith, Mughalti, al-Suyuti, Commentaries on Ibn Maja, Egyptian Studies

تمہید

امام مغلطائی (م ۷۶۲ھ) اور علامہ سیوطی (م ۹۱۱ھ) وہ نابغہ روزگار علمی شخصیات میں سے ہیں جن کے علمی جواہر پاروں سے آج تک اہل علم روشنائی حاصل کر رہے ہیں۔ ان کی بیش قیمت علمی تصانیف و تالیفات میں ابن ماجہ کی شروح بھی ہیں۔ ان دونوں شخصیات نے سنن ابن ماجہ کی احادیث کی شرح کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں مشکل مقامات کو حل کرنے کی کوشش کی ہے اور احادیث کے مبلغ و مقصود کو قرآنی آیات، احادیث، اقوال اسلاف، فقہی نکات، اشعار اور لغت کے شواہد سے مؤید و مزین کیا ہے جس کی وجہ سے فہم حدیث میں نہ صرف بھرپور راہنمائی میسر آتی ہے بلکہ مقصود اقوال رسول ﷺ کے عقلی و نقلی پہلوؤں سے آشنائی حاصل ہوتی ہے۔ یقیناً اہل علم اور علوم حدیث کے شائقین کے لیے ان میں علمی سیرابی کا وافر سامان موجود ہے۔ زیر نظر مقالہ میں دونوں حضرات کے انہی علمی نکات کو تقابل کی صورت میں واضح کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اسلامی عربی علوم، یونیورسٹی آف سرگودھا
** صدر شعبہ اسلامی عربی علوم، یونیورسٹی آف سرگودھا

امام مغلطائیؒ کا اجمالی تعارف

ابو عبد اللہ علاء الدین مُغَلطائی بن قُلَیج الحنفی[۱] مصر کے شہر قاہرہ میں ۶۸۹ھ کو پیدا ہوئے اور شعبان کی چوبیس تاریخ بروز منگل ۷۶۲ھ کو اپنی زندگی کے ۷۳ سال گزارتے ہوئے قاہرہ میں ہی آخرت کے مسافر بنے[۲]۔ موصوفؒ نے خالصتاً علمی اور مذہبی ماحول میں تربیت پائی[۳] اور مصر کے مشہور اساتذہ[۴] سے علم حاصل کرنے کے بعد وہاں کی معروف درسگاہوں[۵] میں تدریس کی اور سینکڑوں طلبہ[۶] آپؒ سے مستفید ہوئے۔ امام مغلطائیؒ کثیر التصانیف کہلاتے ہیں[۷] اور آپ کی تصانیف و تالیف کا موضوع عام طور پر اسماء الرجال رہا ہے۔

امام سیوطیؒ کا اجمالی تعارف

اِمام سیوطیؒ کا نام عبد الرحمن، کنیت اَبو الفضل، لقب جلال الدین[۸] ہے۔ موصوفؒ ہفتہ کی رات کو یکم رجب ۸۴۹ھ کو مصر کے مشہور شہر قاہرہ میں پیدا ہوئے[۹] اور پھر ۱۹ جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ جمعہ کی رات کو اپنے مکان روضۃ المقیاس میں اپنی زندگی کی ۶۲ بہاریں دیکھ کر رحلت فرما گئے[۱۰]۔ آپؒ نے اپنے دور کے مشہور اساتذہ[۱۱] کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے، موصوفؒ کے شاگرد داوَدی[۱۲] نے ان تمام اساتذہ کی تعداد ایک سو اکاون لکھی ہے۔ آپؒ نے تحصیل علم کے بعد چند سال مصر کے مشہور اداروں[۱۳] میں تدریس فرمائی اور پھر تدریس کا سلسلہ ختم کر کے ۸۷۱ھ میں باقاعدہ تصنیف و تالیف کا آغاز کیا۔ آپ کی سب سے پہلی کتاب " ریاض الطالبین " ہے جس میں مختلف علوم کی روشنی میں تعوذ اور تسمیہ پر قلم اٹھایا۔ امام سیوطی نے ہر علمی پہلو کو موضوع سخن بنایا اور ان کے رشحات قلم سے علمی دنیا میں تحقیق کے نئے دریچے وا ہوئے۔

سطور آمدہ میں امام مغلطائی اور امام سیوطی کی شروحات کے تقابلی مناہج کا جائزہ لیتے ہوئے اہم نکات کو بیان کیا جا رہا ہے۔

علامہ مغلطائی اور امام سیوطیؒ کی شرح السنن ابن ماجہؒ کا تعارف و تقابل

علامہ مغلطائیؒ نے "الاعلام بسنتہ علیہ السلام" کے نام سے سنن ابن ماجہ کی شرح لکھی جو پہلی کتاب کو چھوڑ کر السنن میں موجود کل ۳۷ کتب میں سے شروع والی صرف چار کتابوں(کتاب الطہارۃ، کتاب الاذان، کتاب المساجد، کتاب اقامۃ الصلوۃ) پر محیط ہے، اسی طرح السنن ابن ماجہ میں کل احادیث کی تعداد ۴۳۴۱ ہے مگر شارح نے صرف ۷۱۹ احادیث کی شرح کی ہے۔ آپؒ کی یہ کتاب تین جلدوں میں مطبوع ہے۔

علامہ مغلطائیؒ نے شرح کرتے ہوئے اسناد میں موجود رواۃ کی صحت وضعف اور متن کے باقی شواہد و توابع پر بہت مفصل کام کیا ہے اسی لئے ان کی شرح میں زیادہ تر اسی فن سے متعلقہ تفصیلی بحث دیکھنے کو ملتی

ہے۔ آپؒ نے زیادہ تر کتب رجال سے استفادہ کیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ موصوفؒ کی اپنی زیادہ تر تالیفات بھی اسماء الرجال کی مناسبت سے ہیں۔

امام سیوطیؒ نے "مصباح الزجاجۃ علی سنن ابن ماجۃ" کے نام سے شرح لکھی ہے، اس میں موصوفؒ نے السنن کی تمام کتب میں سے تکرار ختم کرکے مخصوص احادیث کی شرح کی ہے بلکہ بعض مقامات پر کئی کئی ابواب اکھٹے چھوڑ دیئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب بھی السنن میں موجود احادیث کے اعتبار سے بہت کم احادیث کی شرح پر مشتمل ہے، اس میں امام سیوطیؒ نے صرف ۹۲۰ احادیث کی شرح کا اہتمام کیا ہے۔ آپؒ کی یہ کتاب دو جلدوں میں مطبوع ہے۔

امام سیوطیؒ نے شرح کرتے ہوئے اسناد کے رواۃ پر کوئی خاص کام نہیں کیا البتہ متن کی مناسبت سے بعض مقامات پر تفصیلی مباحث کا اندراج کیا ہے تاہم اکثر مقامات پر اختصار سے کام لیا گیا ہے، متن میں موجود مشکل الفاظ کی وضاحت کا اہتمام کثرت سے دیکھنے کو ملتا ہے۔ آپؒ نے زیادہ تر کتب لغات سے استفادہ کیا ہے۔

اگرچہ امام سیوطیؒ علامہ مغلطائیؒ کے بعد کے ہیں اور دونوں کا تعلق مصر سے ہے تاہم امام سیوطیؒ نے اپنی شرح میں علامہ مغلطائی کی شرح کا کسی جگہ کوئی حوالہ نہیں دیا اور نہ ہی ان کے مصادر کا ذکر کیا ہے بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان کی شرح امام سیوطیؒ کے علم میں ہی نہیں تھی جس کی وجہ سے انہوں نے اس شرح میں اپنا ایک الگ انداز بیان کیا اور اس کے مصادر و مراجع میں بھی منفرد اسلوب اپنایا گیا ہے۔

شارحین کا آیات قرآنی سے استفادہ

علامہ مغلطائیؒ اور امام سیوطیؒ نے السنن ابن ماجہ کی شرح میں کئی ایک مقامات پر آیات قرآنی کو درج کرنے کا اہتمام کیا ہے البتہ علامہ مغلطائیؒ نے اپنی شرح 'الاعلام بسنتہ علیہ السلام' میں کم و بیش اسی (۸۰) مقامات پر تقریباً دو سو (۲۰۰) کے قریب قرآنی آیات کو درج کرتے ہوئے ان سے استدلال کیا ہے جب کہ امام سیوطیؒ نے اپنی شرح 'مصباح الزجاجہ' میں کم و بیش پچپن (۵۵) کے قریب مقامات پر تقریباً ساٹھ (۶۰) آیات کو درج کرتے ہوئے شرح حدیث میں ان سے معاونت لی ہے۔

مذکورہ ترقیم سے واضح ہوا ہے کہ شرح مغلطائی میں مصباح الزجاجہ کے مقابلے میں زیادہ آیات موجود ہیں اور جن احادیث کی شرح علامہ مغلطائیؒ نے کی ہے وہ امام سیوطیؒ کی شرح کردہ احادیث سے کم ہیں۔

علامہ مغلطائیؒ نے شرح میں اکثر مقامات پر قرآنی آیات، جملوں یا الفاظ کا استعمال فقہی، معاشرتی، مذہبی احکام و مسائل کی مناسبت سے کیا ہے تاہم بعض مقامات پر حدیث میں وارد ہونے والے الفاظ کی مناسبت سے قرآنی الفاظ کو بھی لے آتے ہیں جبکہ امام سیوطیؒ قرآنی آیات، جملوں اور الفاظ کا استعمال زیادہ تر لفظی مطلب کو سمجھانے کے لئے کرتے ہیں:

مثال:۔ امام ابن ماجہؒ اپنی السنن میں کتاب الطھارۃ کے باب "الوضو بسور الھرۃ والرخصۃ فی ذلک" میں ایک حدیث لکھتے ہیں جس میں بلی کے جھوٹے پانی سے وضو کرنے پر حیرانگی کا اظہار کرنے والے کے متعلق نبی کریم ﷺ نے وضاحت سے فرمایا کہ بلی کا جھوٹا ناپاک نہیں ہے کیونکہ وہ بھی خادموں کی طرح گھروں میں بار بار آنے جانے والی ہے، روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"انھالیست بنجس ھی من الطوافین او الطوافات"[۱۴]

"بیشک وہ ناپاک نہیں ہیں، وہ (گھروں میں) چکر لگانے والے اور والیوں میں سے ہیں "

اب اس حدیث میں موجود لفظ (طوافین) کی وضاحت کرتے ہوئے امام سیوطیؒ قرآن مجید کی آیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان الفاظ کو لائے ہیں:"طوافون علیکم "[۱۵] جبکہ علامہ مغلطائیؒ نے ایک اور آیت "یطوف علیھم ولدان مخلدون"[۱۶] کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہاں پر اس لفظ کے مفہوم کو واضح کیا ہے۔ گویا یہاں شارحین نے لفظی وضاحت کے لئے قرآن مجید سے اسی مفہوم کے الفاظ درج کئے ہیں۔

احادیث سے استفادہ کے مناہج

علامہ مغلطائیؒ شرح کرتے ہوئے السنن ابن ماجہ میں موجود حدیث کے توابع، شواہد اور دیگر تمام متون کو نقل کرتے ہیں اور پھر مختلف رواۃ کی وجہ سے جو معمولی فرق ہے اس کا بھی علامہ موصوفؒ لحاظ رکھتے ہوئے نہ صرف واضح کرتے ہیں بلکہ شرح میں تحریر کردہ احادیث کو بھی ایک خاص طریقہ سے درج کر دیتے ہیں حدیث کو شرح کے طور پہ نقل کرتے ہوئے پہلے کتب صحاح میں سے حدیث کو درج کرتے ہیں، پھر کتب سنن اربعہ اور اس کے بعد باقی مشہور متون حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے شرح کا حصہ بناتے ہیں۔ شرح مغلطائی کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ موصوفؒ نے جن کتب احادیث (متون وشروح) کو شرح کرتے ہوئے سامنے رکھا ہے ان کی تعداد تیس (۳۰) کے قریب ہے۔

امام سیوطیؒ نے السنن ابن ماجہؒ میں موجود اصل حدیث کے دیگر مختلف متون اور ان کے توابع وشواہد کا کوئی خاص اہتمام نہیں کیا بلکہ اکثر مقامات پر انتہائی اختصار سے کام لیتے ہوئے متن حدیث میں موجود مشکل الفاظ کی وضاحت پر ہی انحصار کیا ہے، نیز موصوفؒ نے شرح کرتے ہوئے جن کتب احادیث (متون و شروح) سے استفادہ کیا ہے ان کی تعداد پینتیس (۳۵) کے قریب ہے۔ شارحین کے اسی اسلوب کو مزید مثال کے ذریعے واضح کرنے کے لئے ذیل میں مثال کو درج کیا جاتا ہے۔

مثال: امام سیوطیؒ نے مصباح الزجاجہ میں ابواب الطھارۃ "باب النھی ان یری عورۃ اخیہ" کے تحت درج کردہ حدیث "عن عائشۃ قالت: ما نظرت۔ او ما رائیت فرج رسول اللہ ﷺ قط"[۱۷] کی شرح کرتے ہوئے ایک حدیث نقل کی ہے کہ:

"ان عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ قال: یا رسول اللہ ﷺ انی لا احب ان تری امراتی عورتی فقال رسول اللہ ﷺ: ان اللہ جعلها لک لباسا ، وجعلک لها لباسا، واهلی یرون عورتی، وانا اری ذلک منهم"[18]

اب یہاں امام سیوطیؒ نے السنن ابن ماجہ کی حدیث مذکور کی شرح کرتے ہوئے تائید میں طبقات ابن سعد اور معجم الکبیر للطبرانی کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے جبکہ اسی حدیث کی شرح میں علامہ مغلطائیؒ تین مختلف احادیث کو لکھتے ہیں جس کے متن کو مع حوالہ ذیل میں درج کیا جارہا ہے:

الف: "وفی الباب حدیث بهز بن حکیم۔۔۔ ؟قال: 'ان استطعت ان لا یراها احد فلا تریها'۔۔۔" خرجه ابو داود"[19]

ب "وحدیث ابی هریرة۔۔۔ ومنها ما یبلغ الکعبین ، فجمعه بیده کراهیة ان تری عورته" خرجه البخاری[20]

ج "وحدیث عمرو ۔۔۔ عن ابیه عن جده ان النبی ﷺ قال: 'اذا زوج احدکم عبده امته او اجیره فلا ینظر الی شئ من عورته یرید الامة' خرجه ابو داود"[21]

مذکورہ تینوں روایات کا مضمون تو ایک ہی ہے جو کہ شرح میں علامہ مغلطائی کے پیش نظر ہے تاہم تینوں حدیث کے راوی، ماخذ، روایات کے الفاظ اور واقعات مختلف ہیں جس کی وجہ سے علامہ مغلطائیؒ نے ان کو شرح میں ذکر کیا ہے۔ تو اس سے واضح ہوا کہ علامہ مغلطائیؒ شرح میں تفصیل سے کام لیتے ہیں جبکہ امام سیوطیؒ اختصار کو ملحوظ رکھتے ہیں۔

شعری استشہاد میں شارحین کے مناہج

علامہ مغلطائیؒ نے اپنی شرح 'الاعلام' میں کم و بیش اسی (۸۰) کے قریب مقامات پر تین سو (۳۰۰) اشعار نقل کئے ہیں، تاہم شعر کو درج کرتے ہوئے کبھی تو اس کے مصدر کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں جہاں سے شعر لیا ہے اور کبھی شاعر کا نام نقل کر دیتے ہیں اور کبھی صرف "کقول الشاعر" کا لفظ استعمال کر کے شعر کو درج کرتے ہیں۔

جبکہ امام سیوطیؒ نے اپنی کتاب 'مصباح الزجاجہ' میں کم و بیش ۱۲ مقامات پر پندرہ (۱۵) کے قریب اشعار درج کئے ہیں یعنی موصوفؒ نے مشکل اور غریب الفاظ کی وضاحت کے لئے علامہ مغلطائیؒ کے مقابلے میں اشعار کا استعمال بہت کم کیا ہے، تاہم شعر درج کرتے ہوئے اکثر مقامات پر شاعر کا نام درج کیا ہے چند ہی مقامات ہوں گے کہ وہاں شعر کی تنسیب نہیں کی گئی۔ البتہ دو مقامات پر امام سیوطیؒ نے اپنے اشعار بھی تحریر کئے ہیں۔

دونوں شارحینؒ نے جن احادیث کی شرح کی ہے ان میں کوئی ایسی مشترک حدیث تو نہیں ملی جن میں شارحین نے شعر کا استعمال کیا ہو تاہم الگ الگ مقامات میں حدیث کی شرح میں اشعار کا استعمال کیا گیا ہے جو بطور مثال یہ ہے:

علامہ مغلطائیؒ ایک مقام پر حدیث میں موجود لفظ "غرۃ" کی وضاحت میں شعر درج کرتے ہیں کہ "قال امرو القیس":

ثیاب بنی عوف طھاری نقیة　　　واوجھھم عند المشاھد غران[۲۲]

امام سیوطیؒ نے شرح میں چند ایک مقامات پر اشعار کا استعمال کیا ہے جیسے حدیث میں موجود لفظ (یوشک) کے مفہوم کو سمجھانے کے لئے شعر نقل کرتے ہیں کہ "وفی قول الشاعر":

یوشک من فر من منیته　　　فی بعض غراته یوافقها[۲۳]

رواۃ کے تعارف میں شارحین کے مناہج کا تقابلی مطالعہ

شارحین نے السنن ابن ماجہ کی شرح میں بعض دفعہ اسناد میں موجود رواۃ کے غیر معروف نام، لقب، نسبت اور کنیت وغیرہ کے مختصر تعارف کا بھی اہتمام کیا ہے تاہم متون کی وضاحت کی نسبت رواۃ کے تعارف پر بہت کم لکھا ہے، البتہ چند ایک مقامات پر تعارف کی مثالیں ملتی ہیں۔

علامہ مغلطائیؒ السنن ابن ماجہ میں موجود روایت کی سند کے ایک راوی (القاسم) کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ومنها :القاسم بن عبد الرحمن مولی خالد بن یزید بن معاویه ،الکوفی ،تابعی نکتب حدیثه ولیس بالقوی ـــوقال الحربی فی کتاب (العلل) :من الثقات المسلمین ،توفی سنة ثنتی عشرة ومائة"[۲۴]

یہاں علامہ مغلطائیؒ نے سند میں موجود راوی القاسم کے تعارف میں اس کی ولدیت، علاقہ اور تابعی ہونے کی وضاحت کی ہے پھر ان کے بارے علماء کے اقوال نقل کئے ہیں کہ بعض نے ان کو قوی نہیں کہا ہے، اور حربی نے اپنی کتاب 'العلل' میں ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔ اور وفات بتائی ہے کہ وہ ۱۱۲ کو فوت ہوئے ہیں۔

اسی طرح ایک اور حدیث کی سند میں موجود راوی (عمیر بن مرداس الدونقی) کی نسبت کی وضاحت کی ہے:

"وفی حدیث الدونقی بضم الدال وبعد الساکنة نون بعدها قاف ، نسبة الی دونق :قریة نهاوند"[۲۵]

یہاں راوی کی نسبت کی وضاحت میں اس کا تلفظ بھی بتایا ہے اور یہ بھی واضح کیا ہے کہ 'دونقی' دراصل دونق کی طرف منسوب ہے جو کہ نہاوند کے ایک گاوں کا نام ہے۔

الغرض علامہ مغلطائی نے سند میں موجود غیر معروف رواۃ کے نام، نسبت، لقب وغیرہ کی انتہائی اختصار سے وضاحت کی ہے اور یہ تقریباً شرح میں ہر دوسری یا تیسری حدیث کی سند میں موجود رواۃ میں سے کسی ایک کی یا دو کی وضاحت کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور پھر اکثر جگہ مختصر تعارف کے ساتھ علماء کے اس راوی کے ثقہ و غیر ثقہ ہونے کے بارے میں اقوال بھی نقل کرتے ہیں اور ساتھ بعض مقامات پر ان علماء یا کتب رجال کا بھی ذکر کر جاتے ہیں جہاں سے تعارف کے سلسلہ میں معلومات اخذ کی ہوتی ہیں۔

امام سیوطیؒ نے بھی چند ایک مقامات پر رواۃ حدیث کے تعارف کا اہتمام کیا ہے مثلاً السنن ابن ماجہ میں موجود ایک حدیث کے راوی (الربیع بن صبیح) کے تعارف میں لکھتے ہیں:

والربیع بن صبیح: بفتح الصاد ، بصری، یروی عنه الثوری، ووکیع ، وابو نعیم ، وعبد الرحمن بن مهدی۔۔۔الربیع ضعیف۔۔۔ "[۲۶]

یہاں امام سیوطیؒ نے راوی 'ربیع بن صبیح' کے تلفظ کو ضبط کرنے کے بعد اس کے علاقہ کی وضاحت کی ہے کہ وہ بصری ہے اور پھر اس کے اساتذہ کا ذکر کیا ہے اور آگے چل کر مختلف ماہر رجال آئمہ کے اقوال کی روشنی میں راوی کے ثقہ و غیر ثقہ ہونے کے بارے بتایا ہے اور باقاعدہ کتابوں کے حوالے بھی دیئے ہیں۔

اس مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ امام سیوطیؒ بھی راوی کا تعارف درج کرتے ہیں تاہم علامہ مغلطائیؒ کے مقابلے میں انتہائی اختصار سے کام لیتے ہیں، باقی راوی کے بارے میں علماء کے اقوال اور کتب اسماء الرجال کا ذکر کر دیتے ہیں جہاں سے راوی کے بارے معلومات اخذ کرتے ہیں۔

مصطلحات علوم الحدیث کا اطلاق وانطباق

شارحین نے السنن ابن ماجہ کی شرح میں علوم الحدیث کی اصطلاحات کا بھی استعمال کیا ہے جو کہ حدیث کا لازمی جزء ہے، البتہ علامہ مغلطائی نے اس میدان میں شرح وبسط سے کام کیا ہے جبکہ امام سیوطیؒ نے بہت کم مقامات پر رواۃ حدیث کے حوالے سے اصطلاحات استعمال کی ہیں۔ اس کو مثالوں سے واضح کیا جاتا ہے:

علامہ مغلطائیؒ ایک حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"وابو محمد انما ساق الروایة المنقطعة .فأنه ساقه عن فاطمة فالمتصلة"[۲۷]

اب ان الفاظ میں علامہ مغلطائیؒ نے اصول حدیث کی دو اہم اصطلاحات (منقطع، متصل) کا ذکر کیا ہے۔

اسی طرح 'کتاب الطھارۃ' کے "باب ما جاء فی قراءۃ القرآن علی غیر طھارۃ" میں بیان کردہ حدیث کی شرح میں موصوفؒ نے بہت سی علوم الحدیث کی اصطلاحات کا ذکر کیا ہے، انتہائی اختصار سے ذیل میں درج کی جاتی ہیں مثلاً:

"ولما خرجه ابو عیسی قال فیه: حسن صحیح۔۔۔هذا حدیث غریب جدا ۔۔۔حدیث علی حسن صحیح ۔۔۔حدیث علی مرسلا موقوفا۔۔۔وقال ابو حاتم فی کتاب (الثقات)، وذکر ابن سلمة: کان یخطیء، وقال ابو عبد الرحمن :یعرف وینکر، وقال السجی :یهم "[۲۸]

یہاں امام ترمذی کے حوالے سے لکھ رہے ہیں کہ انہوں نے اس کو 'حسن صحیح' کہا ہے، پھر آگے امام بغویؒ کی کی کتاب شرح السنۃ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو' صحیح' کہا ہے، آگے ایک اور قول نقل کیا ہے کہ یہ حدیث 'غریب جدا' ہے، پھر ابو الاحوص کا قول نقل کرتے ہیں کہ علی کی حدیث مرسل اور موقوف ہے، اور آخری قول مشہور ماہر اسماء الرجال علامہ ابو حاتم کی کتاب (الثقات) کا حوالہ دیتے ہوئے نقل کرتے ہیں کہ اصل سند میں موجود راوی 'ابن سلمہ' کبھی کبھی خطاء کرتا تھا اور ابو عبد الرحمن کہتے ہیں کہ اس کی روایات کبھی معروف اور کبھی محفوظ ہوتی ہیں۔

مذکورہ عبارت سے واضح ہو گیا ہے کہ علامہ مغلطائیؒ شرح حدیث میں کثرت سے اصطلاحات علوم الحدیث کا ذکر کرتے ہیں متن حدیث اور سند کے رواۃ پر مفصل گفتگو کرتے ہوئے ان کتب کا بھی حوالہ درج کر جاتے ہیں جہاں سے معلومات لی ہوتی ہیں۔

امام سیوطیؒ نے بھی اصطلاحات کا ذکر کیا ہے تاہم انہوں نے مذکورہ شارح کے مقابلے میں انتہائی اختصار کا مظاہرہ کیا ہے مثلاً، ایک حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:" حسن غریب "[۲۹] یعنی حدیث کی شرح میں علوم الحدیث کی مناسبت سے ایک جملے پر اکتفاء کیا ہے کہ یہ حدیث 'حسن غریب' ہے۔ اسی طرح ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ:

"هذاالحدیث اورده ابن الجوزی فی (الموضوعات) ۔۔۔وقال: موضوع ؛الفضل رجل سوء۔۔۔والذی رائیته انا فی(کتاب العقیلی)۔۔۔ منکر الحدیث"[۳۰]

اب مذکورہ عبارت میں امام سیوطیؒ نے علامہ ابن الجوزیؒ کی کتاب 'الموضوعات' کا حوالہ دیتے ہوئے ایک راوی کی مناسبت سے علوم الحدیث کی ایک اصطلاح 'موضوع' کا ذکر کیا ہے اور پھر آگے چل کر ایک دوسری اصطلاح 'منکر الحدیث' کا ذکر کیا ہے۔

غریب الفاظ کی توضیح

شارحین نے متن حدیث میں موجود مشکل الفاظ و اصطلاحات کا بھی اکثر مقامات پر ذکر کیا ہے تاہم اس میں امام سیوطیؒ کو اس اعتبار سے برتری حاصل ہے کہ آپؒ تقریباً ہر حدیث کے مشکل الفاظ معانی کی وضاحت اکثر کرتے ہیں اور اس میں کتب لغات کا بھی بعض مقامات پر حوالہ دیتے ہیں، سب سے زیادہ جس کتاب سے اس سلسلے میں استفادہ کیا ہے اور بار بار حوالہ دیا ہے وہ علامہ ابن الاثیرؒ کی شرح النہایہ ہے۔

جہاں تک تعلق ہے غریب الفاظ کی وضاحت میں علامہ مغلطائیؒ کا تو انہوں نے بھی اس بات کا بھرپور اہتمام کیا ہے اور کتب لغات کے اہم اور بنیادی مصادر کا ذکر کیا ہے اور اس سلسلے میں کثرت سے اشعار کو بطور استشہاد پیش کیا ہے۔ ذیل میں مثالوں کے ذریعہ اس اسلوب کو مزید واضح کیا جاتا ہے۔

علامہ مغلطائیؒ نے ایک مقام پر حدیث کی شرح میں لکھا ہے:

"الماءالراکد: ھوالدائم الذی لا یجری۔۔۔والناقع: المجتمع فی قرارہ"[۳۱]

یہاں حدیث میں موجود دو مشکل الفاظ (الراکد) اور (الناقع) کی وضاحت کی ہے۔

آگے ایک اور مقام پر موصوفؒ لکھتے ہیں کہ:

"غریبہ: قولہ (بغلس) یعنی اختلاط ضیاء الصبح بظلمۃ اللیل ، وفی (الصحاح): ھو ظلمۃ آخر اللیل، قال الاخطل:

کذبت عینک ام رزیت بواسط غلس الغلام من الرباب خیالا "[۳۲]

یہاں علامہ مغلطائیؒ نے لفظ کی وضاحت میں پہلے تو ہیڈنگ بنا کر وضاحت کی ہے اور پھر دوسرا یہ کہ لغت کی مشہور کتاب 'الصحاح' کا ذکر کیا ہے کہ لغوی معنی کی وضاحت کے لئے کہاں سے معاونت لی گئی ہے اور اسی طرح لفظ کے مفہوم کو واضح کرنے کے لئے آپؒ نے شعر کا حوالہ بھی دیا ہے۔

مذکورہ بالا مثالوں سے واضح ہو گیا ہے کہ علامہ مغلطائیؒ نے شرح میں غریب الفاظ کی وضاحت کا بھی اہتمام کیا ہے تاہم اس سلسلے میں جب اس کتاب کا مطالعہ کیا گیا تو پتہ چلا کہ امام موصوفؒ نے جلد اول میں مشکل اور غریب الفاظ کی وضاحت تو کی ہے تاہم اس کے لئے عنوان نہیں باندھا البتہ اگلی دو جلدوں میں چند ایک مقامات پر عنوان کے ساتھ غریب الفاظ کو حل کیا ہے اور اکثر مقامات پر عنوان کے بغیر ہی وہ الفاظ کے مفہوم کو واضح کرتے ہیں اور پھر اشعار کو نقل کرتے ہیں۔

امام سیوطیؒ مشکل الفاظ کی وضاحت کرتے ہوئے درج کرتے ہیں:

"(الاریکۃ): السریر فی الحجلۃ ،ولا یسمی منفردا اریکۃ، وقیل :ھو کل ما اتکیء علیہ من سریر او فراش او منصۃ"[۳۳]

ایک مقام پر امام سیوطیؒ لفظ (الثبت) کا معنی لکھتے ہیں:

"قال فی النهاية: الثبت –بالتحرک– الحجة والبينة"[۳۴]

ایک حدیث میں موجود مشکل الفاظ کی وضاحت میں امام سیوطیؒ لکھتے ہیں:

"قال فی (النهاية): الفشج، تفريج ما بين الرجلين، (فلم يونب): التأنيب: المبالغة فی التوبيخ، والتعفيف، (بسجل): هو الدلو الملای ماء"[۳۵]

مذکورہ امثلہ سے پتہ چلا کہ امام سیوطیؒ نے الفاظ معانی کا بھی اہتمام کیا ہے، اور اس میں اکثر مقامات پر ابن الاثیر اور دوسرے ماہر لغات علماء کا حوالہ دیتے ہیں اور کئی ایک مقامات پر صرف الفاظ کا معنی خود سے آسان لفظوں میں بتاتے ہیں

قواعد نحو اوراعراب کی وضاحت

عربی گرائمر واعراب کی وضاحت میں شارحین میں سے امام سیوطیؒ نے اس کا اکثر مقامات پر اہتمام کیا ہے اور بالخصوص مشکل الفاظ کے اعراب اور اس کے مادہ کی وضاحت کی ہے جبکہ علامہ مغلطائیؒ کی طرف اس سلسلہ میں اہتمام کم نظر آتا ہے مثلاً ایک مقام پر علامہ مغلطائیؒ لکھتے ہیں:

"قال ابن سيده: القبر مدفن الانسان، وجمعه: قبور: موضع القبور، قال سيبويه: المقبرة ليس على الفعل، ولكنه اسم۔۔۔من قبر يقبر المقبر، ومن خرج يخرج المخرج، ومن دخل يدخل المدخل ۔۔۔مثل المنبت، والمسقط، والمطلع، والمشرق، والمغرب"[۳۶]

آگے چل کر درج کرتے ہیں:

"قال ابن سيده: والحمام: الديماس مشتق من الحميم مذكر وهو احد ما جاء من الاسماء على فعال نحو: القذاف والجبان والجمع حمامات، قال سيبويه: جمعوه بالالف والتاء، وان كا مذكرا حين لم يكسر، جعلوا ذلک عوضا من التكسير، وفی الصحاح: الحمام مشدد واحد الحمامات المبينة"[۳۷]

مذکورہ مثالوں سے واضح ہو گیا ہے کہ علامہ مغلطائیؒ نے شرح میں کئی ایک مقامات پر عربی گرائمر اور الفاظ کے اعراب کا بھی اہتمام کیا ہے، ان عبارات میں جہاں گرائمر کے ماہر احباب ابن سیدہؒ، سیبویہؒ وغیرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے وہاں الفاظ کے تلفظ، اعراب اور مادہ کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے بلکہ عربی گرائمر کی دیگر اصطلاحات مثلاً لفظ اسم ہے یا فعل ہے، اسی طرح یہ واحد ہے تو اس کی جمع کیا آتی ہے وغیرہ کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔

امام سیوطیؒ حدیث میں وارد ہونے والے الفاظ کی وضاحت میں بھی عربی گرائمر کا ذکر کرتے ہیں مثلاایک حدیث میں موجود لفظ(والذی یسدر فی البحر) کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"السدر بالتحریک کالدور۔۔۔یقال: سدر یسدر سدرا"[۳۸]

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"(وتقی نتقیھا)قال الطیبی ؒ:تقی جمع تقاۃ, واصلھا (وقاۃ)قلبت(الواو) (تا)
وھو اسم ما یلتجیء بہ الناس خوف الاعداء من وقی یقی وقایۃ اذا حفظ یجوز ان
یکون (تقاۃ) مصدرا بمعنی (الاتقاء)فحینئذ الضمیر فی(النتقیھا) للمصدر:
ای: نتقی تقاۃ بمعنی اتقاء"[۳۹]

مذکورہ بالا مثالوں سے پتہ چلتا ہے کہ امام سیوطیؒ نے بھی شرح کرتے ہوئے عربی گرائمر کا اہتمام کیا ہے اور کئی اہم اصطلاحات کا ذکر کرتے ہیں مثلاً مذکورہ امثلہ میں ہی لفظ کے اعراب، مصدر، صیغوں، وغیرہ کی طرف اشارہ کیا ہے، اسی طرح اور کئی مقامات پر بھی امام سیوطیؒ نے عربی قواعد کا ذکر کیا ہے۔

شارحین کے عربی قواعد کے اسلوب بیان سے واضح ہوا کہ دونوں نے شرح میں عربی گرائمر کا استعمال کیا ہے مگر علامہ مغلطائیؒ نے اکثر جگہ قواعد عربی کے ماہر شیوخ عظام اور بنیادی کتب کا بھی تذکرہ کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ موصوفؒ نے کن ماخذ سے عربی گرائمر کے معاملے میں استفادہ کیا ہے، تاہم امام سیوطیؒ نے عربی گرائمر میں زیادہ تر متعلقہ لفظ کے اعراب، مصدر ومادہ وغیرہ پر زور دیا ہے اور علامہ مغلطائی کی نسبت زیادہ احادیث میں گرائمر کا استعمال کیا ہے۔

فقہی واختلافی مسائل میں شارحین کے مناہج کا تقابلی جائزہ

شارحین دراصل اپنے دور کے مجتہد علماء میں شمار ہوتے ہیں تاہم پھر بھی اس دور میں فقہی مسالک اربعہ میں سے کسی ایک کے ساتھ اکثر علماء کی وابستگی رہتی تھی جس میں کسی کی مسلکی وابستگی اسی بناء پر کوئی مجتہد کہلواتا اور کوئی مقلد ہوتا تھا، البتہ شارحین میں سے علامہ مغلطائیؒ فقہ حنفی سے وابستہ تھے جبکہ امام سیوطیؒ فقہ شافعی سے تعلق رکھتے تھے۔ مگر خاص مسلکی وابستگی کا رنگ شارحین میں سے کسی پر بھی نظر نہیں آتا، تاہم علامہ مغلطائیؒ نے اپنی شرح 'الاعلام' میں کئی ایک مقامات پر فقہی و اختلافی مسائل کو جگہ دی ہے جبکہ امام سیوطیؒ نے بہت کم احادیث کی شرح میں فقہی مسائل کا ذکر کیا ہے۔

مثال:۔ علامہ مغلطائیؒ فقہی مسئلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کتاب الطہارۃ کے "باب الوضوء شطر الایمان" کے تحت شرح میں لکھتے ہیں:

"وفی هذا الحدیث حجة علی من یر ی ان الوضوء لا یفتقر الی نیة"[۴۰]

امام موصوفؒ نے یہاں لکھا ہے کہ اس حدیث میں ان لوگوں کے خلاف دلیل موجود ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ وضو سے پہلے نیت ضروری نہیں ہے۔

مثال:۔ اسی طرح آگے ایک مقام پر علامہ مغلطائیؒ کتاب الطھارۃ کے "باب ثواب الطھور" میں موجود احادیث کی شرح کرتے ہوئے فقہاء کے مختلف اقوال وآراء کی روشنی میں 'ماء مستعمل' کے بارے درج کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ اور ان کے شاگردوں کے نزدیک ماء مستعمل سے وضو درست نہیں ہے، ایسے پانی کی موجودگی میں تیمم کیا جائے گا۔ امام مالکؒ کہتے ہیں کہ جب ماء مستعمل کے علاوہ پانی دستیاب ہو تو پھر اس کو استعمال نہیں کیا جائے گا اور اگر وہ پانی نہ ہو تو پھر تیمم کی بجائے اسی پانی سے وضو کر لیا جائے گا کیونکہ یہ بھی پاک ہے۔ ابو ثور، داود اور محمد بن نصر مروزیؒ وغیرہ کے نزدیک ماء مستعمل پاک ہے کیونکہ اعضاء وضو میں سے کوئی عضو ایسا نہیں ہے جو نجس ہو جس کی بناء پر ہم یہ کہیں کہ یہ پانی اب درست نہیں رہا۔[۴۱]

مذکورہ بالا مثالوں میں سے پہلی مثال فقہی مسئلہ کے بارے ہے جبکہ دوسری مثال اختلافی مسئلہ کے متعلق ہے، ان مثالوں سے یہ سمجھانا مقصود ہے کہ علامہ مغلطائیؒ نے شرح میں فقہی اور اختلافی مسائل کا ذکر کیا ہے تاہم اختلافی مسائل میں کسی مسلک کو خاص ترجیح نہیں دی بلکہ اس کا موقف اور دلیل نقل کر کے یہ بات قاری پر چھوڑ دی ہے کہ اب وہ اپنے علم اور اجتہاد سے خود فیصلہ کر لے۔ کہ کونسا موقف زیادہ درست ہے۔ جبکہ امام سیوطیؒ نے اپنی شرح میں آئمہ کے مختلف اقوال کی روشنی میں اختلافی مسائل کا ذکر نہیں کیا تاہم فقہی مسائل میں سے چند ایک کا ذکر کیا ہے جیسا کہ ایک جگہ ابواب الاضاحی کے "باب من اراد ان یضحی فلا یاخذ فی العشر من شعرہ واظفارہ" کے تحت ایک حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"'اذا دخل العشر واراد احدکم ان یضحی'قال البیهقی فی 'سننه'قال الشافعی :
فی هذا الحدیث دلالة علی ان(الضحیة) لیست بواجبة لقوله: (واراد احدکم ان
یضحی) ولو کانت واجبة اشبه ان یقول:(فلا یمس من شعرہ) حتی یضحی"[۴۲]

یہاں امام سیوطیؒ نے حدیث سے ایک مسئلہ کا استنباط کرتے ہوئے یہ مسئلہ حل کیا ہے کہ امام شافعیؒ نے اس حدیث کو بنیاد بنا کر بتایا ہے کہ قربانی واجب نہیں ہے، کیونکہ اگر واجب ہوتی تو پھر حدیث میں (اراد) کے لفظ نہ آتے۔

شارحین کے فقہی واختلافی مسائل کے تقابل سے واضح ہوا ہے کہ علامہ مغلطائیؒ نے اکثر جگہ شرح کرتے ہوئے فقہی اوراختلافی مسائل کو موضوع بحث بنایا ہے جبکہ امام سیوطیؒ نے اس حوالے سے کوئی خاص اہتمام نہیں کیا۔

خلاصہ بحث

علامہ سیوطی اور امام مغلطائی کی علمی حیثیت ظاہر و باہر اور مسلم ہے ان کی علمی کاوشوں سے آج تک علماو محققین اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں۔ مقالہ ہذا میں شارحین کی شرح کا تعارفی مطالعہ، آیات قرآنی کے استدلال، شرح حدیث میں مزید احادیث کے اندراج، اشعار سے استدلال، اسناد میں موجود رواۃ کے تعارف، اصطلاحات علوم الحدیث میں تقابلی اسلوب، غریب الفاظ کی وضاحت، عربی گرائمر و اعراب اور فقہی واختلافی مسائل کے بیان میں تقابلی جائزہ وغیرہ جیسے اہم پہلوؤں پر مختصر روشنی ڈالی گئی ہے اور مذکورہ شروح کے علمی نکات اور اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

مصادر و مراجع

۱۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایۃ (بیروت: مکتبۃ المعارف، ۱۹۹۱ء)، ۱۴/ ۲۸۲

۲۔ عمر رضا کحالہ، معجم المولفین، (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، ۱۹۹۳ھ) ۳/ ۹۰۳

۳۔ مغلطائی، ابو عبد اللہ، علاء الدین مغلطائی بن قلیج ، اکمال تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (القاہرۃ: الفاروق الحدیثیہ، ۲۰۰۱ء) ۱/ ۱۶

۴۔ ابن فھد، محمد بن محمد، لحظ الالحاظ بذیل طبقات الحفاظ (بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۲۰۰۹ء) ص: ۱۲۰-۱۴۰

۵۔ ابن فھد، لحظ الالحاظ، ص: ۱۳۵-۱۶۰

۶۔ ابن العماد، شہاب الدین عبد الحیی بن احمد، شذرات الذہب فی اخبار من ذہب (دمشق: دار ابن کثیر، ۱۹۹۱ء)، ۹/ ۷۲۔۷۲

۷۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، الدرر الکامنہ، (القاہرۃ: دار الکتب الحدیث، س ن) ۴/ ۳۵۰-۳۶۰

۸۔ سیوطی، جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر، مصباح الزجاجہ علی سنن ابن ماجہ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۱۵) ۱/ ۹

۹۔ ڈاکٹر محمد عبد الحلیم چشتی، تذکرہ علامہ جلال الدین السیوطی، (لیاقت آباد: الرحیم اکیڈمی، ۱۴۲۱ھ) ص: ۱۸

۱۰۔ ایضاً

۱۱۔ ایضاً

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ سیوطی، کتاب التحدث بنعمۃ اللہ، (بیروت: المطبعۃ العربیہ الحدیثیہ، ۲۰۱۱ء) ص: ۸۸

۱۴۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن (الریاض: دار السلام، ۲۰۰۰ء) رقم الحدیث: ۳۶۷

۱۵۔ سیوطی، مصباح الزجاجہ علی سنن ابن ماجہ، ۱/۲۱۴
۱۶۔ مغلطائی، الاعلام بسنتہ علیہ السلام، ۱/۲۲۶
۱۷۔ ابن ماجہ، السنن، رقم الحدیث: ۶۶۲
۱۸۔ سیوطی، مصباح الزجاجہ علی سنن ابن ماجہ، ۱/۲۳۴
۱۹۔ مغلطائی، الاعلام بسنتہ علیہ السلام، ۲/۴۱۹
۲۰۔ ایضاً
۲۱۔ ایضاً
۲۲۔ مغلطائی، الاعلام بسنتہ علیہ السلام، ۱/۲۷
۲۳۔ سیوطی، مصباح الزجاجہ علی سنن ابن ماجہ، ۱/۶۹
۲۴۔ مغلطائی، الاعلام بسنتہ علیہ السلام، ۱/۶۷
۲۵۔ ایضاً، ۱/۱۳۵
۲۶۔ سیوطی، مصباح الزجاجہ علی سنن ابن ماجہ، ۲/۱۴۸
۲۷۔ مغلطائی، الاعلام بسنتہ علیہ السلام، ۲/۳۲۵
۲۸۔ ایضاً، ۲/۲۳۵-۲۳۷
۲۹۔ سیوطی، مصباح الزجاجہ علی سنن ابن ماجہ، ۱/۱۰۱
۳۰۔ ایضاً، ۱/۱۵۴
۳۱۔ مغلطائی، الاعلام بسنتہ علیہ السلام، ۱/۱۷۶
۳۲۔ ایضاً، ۲/۴۵۰
۳۳۔ سیوطی، مصباح الزجاجہ علی سنن ابن ماجہ، ۱/۶۹
۳۴۔ ایضاً، ۱/۹۳
۳۵۔ سیوطی، مصباح الزجاجہ علی سنن ابن ماجہ، ۱/۲۲۵
۳۶۔ مغلطائی، الاعلام بسنتہ علیہ السلام، ۳/۱۷۶
۳۷۔ مغلطائی، الاعلام بسنتہ علیہ السلام، ۲/۱۷۶
۳۸۔ سیوطی، مصباح الزجاجہ علی سنن ابن ماجہ، ۲/۱۴۶
۳۹۔ ایضاً، ۲/۲۳۳
۴۰۔ مغلطائی، الاعلام بسنتہ علیہ السلام، ۱/۶۱
۴۱۔ ایضاً، ۱/۶۶
۴۲۔ سیوطی، مصباح الزجاجہ علی سنن ابن ماجہ، ۲/۱۹۹